International Research Journal of Arabic and Islamic Studies, Vol.:02, Issue: 01,Jan-June 2022
PP: 47-61

OPEN ACCESS
IRJAIS
ISSN (Online): 2789-4010
ISSN (Print): 2789-4002
www. irjais.com

علم الناسخ والمنسوخ کا قرآنی تصور: ایک تحقیقی جائزہ

The Qur'anic concept of Al-Nāsikh wal-Mansūkh :A research review

SaadJaffar
Lecturer of Islamic studies, ,Abbottabad University of Science and Technology, Abbottabad

Dr. Muhammad Ayaz
Assistant ProfessorDepartment of Islamic StudiesGhazi University, DG Khan

Abstract

Islam is a perfect religion which has no precedent in the religions of current universe. The base of this religion is the Qur'an and the Qur'an is the word of the Almighty Allah which the Almighty Himself has taken the responsibility of protecting. This word is a collection of characteristics prevalent in the world. Filled with all the features of this mortal world, this word is full of wisdom. One of these wisdoms is Nasikh and Mansokh. It is also important to know that not all the rules of the Qur'an were revealed at once, but the facilitation of the implementation of the rules has been kept in mind. The reason for this is that, it is easier and more permanent to follow the rules that have been enacted slowly and with respite. The concept of Nasikh and Mansokh has been one of the most important concepts in the Qur'an, on which the scholars of the Ummah have written extensively in every age. From which the importance of this subject can be gauged on what is the importance of this subject among the scholars of the ummah. The present research work will explain the methodology of the

CC BY

classical and neo classical scholars about Nasikh and Mansokh and also explained the thoughts of Orientalists, which distorted the Qur'anic philosophy of Nasikh and Mansokh. It will also explain the perception of Orientalists which is flawed. The Nasakh (concept) is not only a feature of the Holy Quran but it is also proved in the Shariha of the previous Prophets. If the opinions of the leading neo-classical scholars regarding Nasakh are taken into account, then it is as, if it is very meager.

***KeyWords**: Quran,Uloom-ul-Quran,Nasikh,Mansokh,Jews, Orientalists*

تعارف:

قرآن مجید اللہ کا کلام ہے جو محمد رسول اللہ ﷺ پر حضرت جبرائیل کے ذریعے سے نازل ہوا اور حقیقی طور پر قرآن حکیم کا نزول نجما نجما ہوا اور اس کے تدریجا نزول کی بہت ساری حکمتیں ہیں کے جب کوئی ضرورت پیش آتی اللہ رب العزت اپنا کلام اتارتے وجہ اس کی یہ ہیکہ قرآن مجید کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ انسانوں کی جملہ بیماریوں کا علاج فرماتا ہے۔ دنیا میں ہر شئی کا جاننے اور جانچنے کے لیے کوئی نہ کوئی آلہ ہوتا ہے اسی طرح قرآن مجید کو سمجھنے کے لیے علوم القرآن کے علم کی حیثیت ایک آلہ کی ہے جس کے ذریعے قرآن مجید کی مضمر حکمتوں کو سمجھا جاتا ہے اور علوم القرآن کی ایک اہم بحث قرآن مجید میں ناسخ اور منسوخ کا تصور ہے جس کے بارے کہا گیا ہے ناسخ اور منسوخ کو سمجھے بغیر قرآن حکیم کو سمجھنا صحیح تفسیر کرنا ممکن نہیں اللہ رب العزت حکیم ہیں اور وہ جانتے تھے کہ کون سا حکم خاص مدت کے لیے ہے اور کون سا حکم دائمی ہے۔ ناسخ اور منسوخ کے بارے میں تین بنیادی نظریات ہیں پہلا نظریہ یہود کا ہے جن کا نقطہ نظر ناسخ اور منسوخ سے متعلق مسلمانوں کے برخلاف ہے وہ نسخ او بداء کو ایک ہی شئی تصور کرتے ہیں اس کے علاوہ دوسرا نظریہ دور جدید کے مستشرقین کا ہے جو ناسخ اور منسوخ کی ناقص تعبیرات کرتے ہیں اور شکوک وشبہات پھیلاتے ہیں تیسرا نظریہ مسلمان علماء کا ہے اور اس حوالے سے علماء متقدمین کی آراء متاخرین سے یکسر مختلف ہے ذیل میں جملہ تمام آراء کی روشنی میں تحقیقی مطالعہ پیش کیا جائے گا۔

نسخ کا لغوی معنیٰ:

"نسخ الشئ نسخا"[1]

"کسی چیز کو ختم کرنا، کینسل کرنا، منسوخ کرنا، زائل کرنا، مٹانا، لکھنا نقل کرنا"

نسخ کے مفہوم سے متعلق لغت عرب کی چند مثالیں:

"نسخت الكتاب"[2]

"کتاب کو حرف بہ حرف لکھنا نقل کرنا، کتابت کرنا، کاپی بنانا"

اور نسخ کا یہ معنیٰ ہمارا موضوع بحث نہیں ہے کیونکہ اس مراد وہ معنیٰ نہیں جو قرآن مجید کی آیات سے نسخ کا مفہوم ملتا ہے۔

"نسخت الشمس الظل، "[3]

"سورج کا سایہ کوختم کرنا"

"نسخت الريح الاثار"[4]

"ہوا کا نشانات مٹانا"

مذکورہ بالا استشہادات میں سے پہلا معنیٰ کے علاوہ دوسرے دونوں معانی ہمارا موضوع بحث ہیں جس سے ہمارے موضوع کی وضاحت ہوتی ہے سورج کا اپنے سایہ کو ختم کرنا اور اسکی جگہ لینا اور ہوا کا نشانات کو مٹانا حتیٰ کے نشانات تک کو مٹالینا یہاں قرآن مجید میں نسخ کے بھی یہی معانی ہیں کے کبھی تو حکم کو سرے سے ختم کر دیا جاتا ہے اور کبھی اس کے متبادل دوسرا حکم لایا جاتا ہے۔

نسخ کے بارے میں ائمہ کے اقوال:

امام ابوزجاجؒ فرماتے ہیں۔

"النَّسْخُ فِي اللُّغَة: إبْطَالُ شَيْء وإقامَةُ آخَرَ مُقَامَه"[5]

"نسخ لغت میں کسی شئ کو زائل کرنے کے بعد اس کی دوسری شئ کو اس کی جگہ لے آنے کو کہا جاتا ہے"

ابولیث ثمرقندیؒ فرماتے ہیں۔

"النَّسْخُ أَن تُزَايل أمْراً كَانَ من قبلُ يُعْمَلُ بِهِ ثمَّ تَنْسَخُه"[6]

"نسخ سے مراد کسی ایسے حکم کو زائل کرنا جس پر پہلے عمل کیا جاتا تھا پھر ایسے منسوخ کر دیا گیا ہو"

امام فراء کے بقول:

"النَّسْخُ أَن يُعْمَل بِالْآيَةِ ثمَّ تُنْزَلُ آيةٌ أُخْرى فيُعَمَلُ بهَا، وتُتْرَكُ الأُولى"[7]

"نسخ سے مراد کسی آیت پر عمل کیا جاتا ہو پھر دوسری آیت کے نازل ہو جائے پھر اس پر عمل کرے اور پہلی کو چھوڑ دے"

نسخ کی اصطلاحی تعریف:

"أما النسخ في الاصطلاح فهو رفع الحكم الشرعي بدليل شرعي متأخر."[8]

"شرعی حکم کو متاخر شرعی دلیل کے ذریعے اٹھالینا نسخ ہے"

قتادہؒ فرماتے ہیں حکم مرفوع کو منسوخ، دلیل رافع کو ناسخ، اور رفع سے مراد نسخ ہے یعنی اس تعریف میں حکم مرفوع سے مراد وہ کلام ہے جو منسوخ ہوا اور جس کلام کے آنے سے منسوخ ہوا وہ ناسخ کہلاتا ہے اور یہ رفع کا عمل نسخ کہلاتا ہے کسی حکم شرعی کو منسوخ کرنا اس سے بہتر حکم کو لانے کے لئے یا دوسرے الفاظ میں نسخ حالات اور طبیعت کے موافق احکام نازل کرنے کا نام ہے۔اللہ جل جلالہ کی ذات حکیم ہے اور ہر حکم کی حکمت کو جانتا ہے اور اس کے بندوں کی خیر خواہی کس امر میں ہے اسکا حکم صادر فرمادیتا ہے یا نسخ نام ہے کسی حکم کے نفاذ کی مدت کو ظاہر کرنے کا یعنی جب کوئی حکم منسوخ کیا گیا تو اللہ تعالیٰ کے علم میں یہ بات پہلے سے تھی کہ یہ حکم اتنی ہی مدت کے لئے نازل کیا جارہا ہے وہ مدت اللہ تعالیٰ نے لوگوں سے بیان نہیں کی۔کیونکہ ماہر طبیب یا حکیم مریض کے مرض اور اس کی کیفیات سے معلوم کرلیتا ہے کون سی دوا کتنے عرصے تک دینی ہے۔

نسخ سے متعلق قرآنی آیات:

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

"مَا نَنْسَخْ مِنْ اٰيَةٍ اَوْ نُنْسِهَا نَاْتِ بِخَيْرٍ مِّنْهَآ اَوْ مِثْلِهَا"[9]

"جو ہم کسی آیت کو منسوخ کرتے ہیں یا بھلا دیتے ہیں تو ہم اس سے بہتر یا اس جیسی لے آتے ہیں"

اس آیت کو جو شخص بھی غیر جانب داری کے ساتھ خالی الذہن ہو کر پڑھے گا وہ اس سے یہ نتیجہ نکالے بغیر نہیں رہ سکتا کہ قرآنِ کریم کی آیات میں نسخ کا سلسلہ خود قرآنِ کریم کی تصریح کے مطابق جاری رہا ہے، لیکن ابو مسلم اصفہانی اور ان کے ہمنوا جو نسخ کو شعوری یا غیر شعوری طور پر ایک عیب سمجھ کر قرآنِ کریم کو اس سے خالی قرار دینا چاہتے ہیں، وہ مذکورہ دور از کار تاویلات کرتے ہیں، مثلاً کہتے ہیں کہ اس آیت میں ایک فرضی صورت کا بیان کیا گیا ہے، اور مطلب یہ ہے کہ اگر بالفرض ہم نے کسی آیت کو منسوخ کیا تو اس سے بہتر یا اس جیسی آیت نازل کر دیں گے، اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ واقعہ میں بھی کوئی آیت ضرور منسوخ کی جائے.

اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے۔

"يَمْحُوا اللّٰهُ مَا يَشَاۗءُ وَيُثْبِتُ ښ وَعِنْدَهٗٓ اُمُّ الْكِتٰبِ "[10]

"اللہ مٹاتا ہے جو چاہے اور ثابت رکھتا ہے (جس کو چاہے) اور اسی کے پاس ہے اصل کتاب"

ایک اور مقام پر ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

"وَاِذَا بَدَّلْنَآ اٰيَةً مَّكَانَ اٰيَةٍ ۙ وَّاللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا يُنَزِّلُ "[11]

"اور جس وقت ہم تبدیل کر دیں ایک آیت کو دوسری آیت کی جگہ، اور اللہ بہتر جانتا ہے جو کچھ بھی وہ اتارتا ہے"

قرآن مجید کی مذکورہ بالا آیتوں سے اس بات کی وضاحت اللہ پاک اپنی حکمت کے مطابق احکامات اپنے بندوں کے لیے اتارتا ہے پھر جب مناسب سمجھتا ہے اسکے مقابلے میں دوسرا حکم نازل فرما دیتا ہے۔

نسخ سے متعلق احادیث مبارکہ:

حضرت عبدالرحمٰن سلمی سے روایت ہے:

"عَنْ أَبِي عَبْدِ الرَّحْمَنِ السُّلَمِيِّ : أَنَّ عَلِيًّا - رَضِيَ اللهُ عَنْهُ - أَتَى عَلَى قَاضٍ ، فَقَالَ لَهُ : هَلْ تَعْلَمُ النَّاسِخَ مِنَ الْمَنْسُوخِ ؟ قَالَ : لَا . قَالَ : هَلَكْتَ وَأَهْلَكْتَ "[12]

"حضرت عبدالرحمٰن سلمی بیان کرتے ہیں کے علی ایک قاضی کے پاس آئے اور اس سے کہا کیا تو ناسخ اور منسوخ کو جانتا ہے تو اس نے جواب دیا نہیں حضرت علی نے فرمایا تو نے خود بھی ہلاک ہوا اور دوسروں کو بھی ہلاک کیا"

حضرت حذیفہؓ سے روایت ہے۔

"قَالَ حُذَيْفَةُ :إِنَّمَا يُفْتِي النَّاسَ أَحَدُ ثَلَاثَةٍ : رَجُلٌ عَلِمَ نَاسِخَ الْقُرْآنِ مِنْ مَنْسُوخِهِ۔۔۔الخ"[13]

حضرت خذیفہؓ نے فرمایا بیشک لوگوں کو فتویٰ تین آدمیوں میں سے ایک شخص دے سکتا ہے جو قرآن مجید کے ناسخ اور منسوخ کا علم رکھتا ہو۔

ضحاک بن مزاحمؒ سے روایت ہے۔

"الضَّحَّاكُ بْنُ مُزَاحِمٍ قَالَ : مَرَّ ابْنُ عَبَّاسٍ بِقَاصٍّ ، فَرَكَلَهُ بِرِجْلِهِ فَقَالَ : تَدْرِي النَّاسِخَ مِنَ الْمَنْسُوخِ؟ قَالَ : وَمَا النَّاسِخُ مِنَ الْمَنْسُوخِ ؟ قَالَ : مَا تَدْرِي النَّاسِخَ مِنَ الْمَنْسُوخِ ؟ قَالَ : لَا ، قَالَ : هَلَكْتَ وَأَهْلَكْتَ"[14]

"ضحاک بن مزاحم ؒ فرماتے ہیں کے حضرت عباس ایک قصہ گو کے پاس سے گزرے تو اسے اپنے ٹانگ سے جھڑکا اور فرمایا کیا تم جانتے ہو ناسخ منسوخ کے بارے میں اس نے کہا ناسخ منسوخ کیا ہے حضرت عباس کیا تو ناسخ اور منسوخ کے بارے میں نہیں جانتا اس (قصہ گو) نے کہا نہیں تو نے خود بھی ہلاک ہوا اور دوسروں کو بھی ہلاک کیا"

مذکورہ بالا احادیث مبارکہ سے اس بات کا بخوبی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کے ناسخ اور منسوخ کا جاننا کتنا ضروری اور اہم ہے اور صحابہ کرام اس اہمیت سے بخوبی واقف تھے کے جو شخص ناسخ اور منسوخ کو نہیں جانتا نہ تو وہ فتویٰ دے سکتا ہے اور نہ وہ قاضی بننے کی اہلیت رکھتا ہے کیونکہ بغیر ناسخ و منسوخ کی معرفت کے وہ حق تک نہیں پہنچ سکتا۔اس لیے ضروری ہے کہ قرآن مجید میں ناسخ اور منسوخ کی پہچان کرلی جائے۔

نسخ کے بارے میں علماء یہود کی آراء۔

جمہور علماء اس بات پر متفق ہیں کے نسخ جائز ہے عقلا بھی اور شرعا بھی لیکن علماء یہود میں نسخ سے متعلق تین اقوال ہیں۔

پہلا قول:

"لا يجوز عقلا ولا شرعا، وزعموا أن النسخ هو عين البداء"[15]

" نسخ نہ عقلا جائز ہے نہ شرعا اور ان کے گمان کے مطابق نسخ اور بداء ایک ہی چیز ہے "

دوسرا قول:

"يجوز عقلا وإنما منع الشرع من ذلك، وزعموا أن موسى عليه السلام، قال: إن شريعته لا تنسخ من بعده، وإن ذلك في التوراة.ومن هؤلاء من قال: لا يجوز النسخ إلا في موضع واحد، وهو أنه يجوز نسخ عبادة أمر الله بها بما هو أثقل على سبيل العقوبة لا غير"[16]

" نسخ عقلا جائز ہے لیکن شرعا نہیں اور وہ گمان کرتے ہیں کے موسیٰ نے کہا ہے کے میری شریعت میرے بعد منسوخ نہیں ہوگی اور تورات میں ہے اور ان سے بعض کے لیے کو کہتے نسخ جائز نہیں صرف ایک جگہ کے کسی عبادت کو اللہ منسوخ کرے اپنے حکم کے ساتھ سزا کے طور پر تو یہ زیادہ بھاری ہے نہ کے اس کے علاوہ"

تیسرا قول:

"يجوز شرعا لا عقلا، واختلف هؤلاء في عيسى ومحمد صلى الله عليهما، فمنهم من قال: لم يكونا نبيّين لأنهما لم يأتيا بمعجزة، وإنما أتيا بما هو من جنس الشعوذة ومنهم من قال: كانا نبيين صادقين، غير أنهما لم يبعثا بنسخ شريعة موسى ولا بعثا إلى بني إسرائيل إنما بعثا إلى العرب والأميين"[17]

نسخ شرعا جائز ہے عقلا نہیں اور وہ اختلاف کرتے ہیں حضرت عیسیٰ اور حضرت محمد ﷺ کے بارے میں بعض ان میں سے کہتے ہیں کے وہ نبی نہیں تھے کیونکہ وہ معجزہ نہیں لاتے تھے وہ ایک طرح کے جادو کیسا تھ آئے تھے۔اور بعض ان میں سے ایسے ہیں جو کہتے ہیں کے وہ سچے نبی تھے لیکن وہ نہ تو بنی اسرائیل کی طرف مبعوث ہوئے تھے اور نہ شریعت موسوی کو منسوخ کرنے آئے تھے بلکہ وہ عرب کی طرف اور امیوں کی طرف مبعوث کے گئے تھے۔

نسخ اور بدا میں فرق۔

یہود کے ہاں نسخ و بداء کی بحث خلط مبحث ہے یہود نسخ اور بداء دو الگ اصطلاحات میں فرق کو نہیں سمجھ سکے وہ ان دونوں

کوایک ہی قرار دیتے ہیں جس کی بناپر وہ نسخ کو ناجائز سمجھتے ہیں ذیل میں نسخ اور بداء کے مابین فرق کو علامہ نحاسؒ احسن انداز میں بیان کیا ہے۔

نحاس کے بقول نسخ اور بداء:

"أَنَّ النَّسْخَ تَحْوِيلُ الْعِبَادِ مِنْ شَيْءٍ قَدْ كَانَ حَلَالًا فَيُحَرَّمُ أَوْ كَانَ حَرَامًا فَيُحَلَّلُ وَأَمَّا الْبَدَاءُ فَهُوَ تَرْكُ مَا عُزِمَ عَلَيْهِ كَقَوْلِكَ: امْضِ إِلَى فُلَانٍ الْيَوْمَ ثُمَّ تَقُولُ: لَا تَمْضِ إِلَيْهِ فَيَبْدُو لَكَ عَنِ الْقَوْلِ الْأَوَّلِ"[18]

نسخ کو تصور بنیادی طور پر بندے کوایک حکم سے دوسرے حکم کی طرف پھیرنا یعنی حلال کو حرام اور حرام کو حلا قرار دینا مسخ کہلاتا ہے اور بداء کہتے ہیں اولا کسی کام کا ارادہ کرنے کے بعد اس کو موقوف کردینا جیسا کہ کوئی شخص کہے فلاں کے پاس جاؤ پھر اس کو منع کردے یہ بداء کہلاتا ہے۔

بداء کا عارضہ عام طور پر انسانوں کو لاحق ہوتا ہے۔اور خالق کائنات اس عارضے سے پاک ہے ان تعریفات کی روشنی میں نسخ اور بداء کے درمیان فرق کی وضاحت ہوگئی کے نسخ کے اندر اللہ کی حکمت ہے جس کو وہ خود جانتا ہے اور بندوں کو اس کا علم نہیں اور اللہ ہر امر کے بارے میں جانتا ہے کے یہ حکم کتنی مدت کے لیے تھا۔اور بداء نام ہے ایک کام کا حکم دے کر اس سے رجوع کر لینے کا اور یہ بندوں کا خاصہ تو ہوسکتا ہے لیکن خالق کا نہیں۔ یہود اور مستشرقین نے نسخ کا انکار کیا ہے اور اس پر اعتراض کیا ہے کہ نسخ کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کے کلام میں عیب لازم آتا ہے لیکن تعجب کی بات یہ ہے کہ ان کی شریعت میں خود بے شمار نسخ کی مثالیں موجود ہیں۔

نسخ کے بارے مستشرقین کی آراء:

مستشرقین قرآن مجید کی آیات واحکام کی اس تبدیلی قرآن حکیم کا نقص قرار دیا ہے اور اس بات کی دلیل قرار دیا ہے ہے قرآن مجید اللہ جل شانہ کا کلام نہیں بلکہ یہ بھی عام کتابوں کی طرح ایک انسانی تصنیف ہے۔وہ قرآن مجید کے اندر ناسخ اور منسوخ کے عمل کو وہ اس طرح مسخ کر کے پیش کرتے ہیں گویا کہ یہ تحریف ہے۔وہ نسخ آیات کو اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کرنے کے بجائے حضور ﷺ کا ذاتی فعل قرار دیتے ہیں۔کہ آپ جس آیت یا حکم کو چاہتے ہیں قرآن میں شامل کردیتے ہیں اور جس کو چاہتے ہیں نکال دیتے ہیں اس طرح ان کے بقول قرآن مجید کا بہت سا حصہ ضائع ہو گیا ہے یہی وجہ ہے کہ بہت سے مستشرقین نے اسے اپنا موضوع بحث بنایا ہے۔ان میں خاص طور پر آرتھر جیفری(Arthur Jeffery) 1892-1959 جان برٹن(John Burton)1921-2005 قابل ذکر ہیں اور ان کے نسخ سے متعلقہ نظریات یہ ہیں۔

1۔آیات کے منسوخ ہونے کو فعل خداوندی کے بجائے فعل نبوی قرار دینا۔

2۔منسوخ آیات کے بارے میں یہ تاثر دینا کے یہ پہلے قرآن کا حصہ تھیں اور ان کے غائب ہوجانے سے گویا قرآن کے حصے غائب ہوگئے گویا موجودہ قرآن مکمل ہے۔

3۔ان کے خیال میں قرآن کلام رسول ہے معاذاللہ حضور ایک بات کو پہلے فرما دیتے پھر ان کو یاد نہیں رہتا دوسری بات فرمادیتے جب ان کو یاددہانی کرائی جاتی تو آپ ان میں سے ایک بات کو خارج فرمادیتے۔[19]

چونکہ مستشرقین کی اکثریت کا تعلق یہودونصاریٰ سے ہے اس لیے وہ نسخ کی حکمتوں سے ناواقف ہیں ضرورت اس امر کی ہے کہ ان کو بتلایا جائے کے ناسخ اور منسوخ کا یہ تصور ماقبل شریعتوں میں موجود تھا۔ جیسا کے نماز کسی پیغمبر کے زمانے میں

صرف تسبیح و تحلیل ودعاء تھی،اور دوسرے پیغمبر کے عہد میں رکوع و سجود اور دیگر ارکان کا اضافہ کیا گیا سابقہ انبیاء کی کی شریعت میں نماز کی دو رکعات مشروع رہی ہیں ہماری شریعت میں نماز پنجگانہ ہے۔تورات اور انجیل دونوں میں فروعی احکام اور عملی جزئیات میں نسخ کا وجود و ثبوت ملتا ہے۔

1۔ حضرت یعقوبؑ کی شریعت میں بیک وقت دو بہنوں سے نکاح جائز تھا حضرت موسیٰ کی شریعت میں اسے ممنوع قرار دیا گیا۔[20]

2۔ حضرت نوحؑ کی شریعت میں ہر چلتا پھرتا جانور حلال تھا لیکن شریعت موسوی میں کئی جانوروں کو حرام قرار دیا گیا۔[21]

3۔ حضرت موسیٰؑ کی شریعت میں طلاق کی عام اجازت تھی۔لیکن اس کے برعکس مسیحی شریعت میں زنا کی صورت میں ہی طلاق کی اجازت تھی۔[22]

مذکور بالا عبارات کی روشنی میں یہ ثابت ہوتا ہے ناسخ اور منسوخ کا تصور کوئی اجنبی تصور نہیں وہ جن ادیان کے پیرو کا رہیں ان میں اس کا تصور پایا جاتا ہے لہٰذا ان کے قرآن مجید میں نسخ سے متعلق کئے گئے اعتراضات کی کوئی اصل نہیں۔

قرآن مجید میں نسخ کی صورتیں:

قرآن مجید کے نسخ کی پہلی صورت قرآن مجید کی ایک آیت مبارکہ سے دوسری آیت مبارکہ کو منسوخ کر دیا گیا ہو۔

"وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا ښ وَّصِيَّةً لِّاَزْوَاجِهِمْ مَّتَاعًا اِلَى الْحَوْلِ غَيْرَ اِخْرَاجٍ "[23]

"اور تم میں سے جو لوگ وفات پا جائیں اور بیویاں چھوڑ رہے ہوں، وہ اپنی بیویوں کے بارے میں وصیت کر دیں کہ ایک سال تک ان کو گھر میں رکھ کر خرچ دیا جائے"

دوسری آیت مبارکہ جس نے اسے منسوخ کیا۔

"وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُوْنَ اَزْوَاجًا يَّتَرَبَّصْنَ بِاَنْفُسِهِنَّ اَرْبَعَةَ اَشْهُرٍ وَّعَشْرًا "[24]

"اور جو تم میں سے وفات پا جائیں اور بیویاں چھوڑ جائیں تو وہ بیویاں اپنے بارے میں چار ماہ دس دن توقف کریں "

نبی کریم ﷺ کے اعلان نبوت سے پہلے زمانہ جاہلیت میں اگر کسی عورت کا شوہر مر جاتا تو اس کی عدت ایک سال تک ہوا کرتی تھی مندرجہ بالا دوسری آیت کے نزول تک عدت کے احکامات نازل نہیں ہوئے تھے اس لئے یہ حکم دیا گیا کہ اگر عورت اپنی مصلحت سے خاوند کے ترکے کے گھر میں رہنا چاہے تو سال بھر تک اس کو رہنے دیا جائے اور ترکہ سے اس کے نان ونفقہ کا انتظار کیا جائے۔ چناچہ مردوں کو حکم دیا گیا کہ وہ اپنی عورتوں کے لئے اس طرح کی وصیت کر جایا کریں۔ البتہ عدت گزرنے کے بعد عورت خود ہی نہ رہنا چاہے اور اپنے حق میں کوئی فیصلہ کرنا چاہئے تو الگ بات ہے۔ جب چار ماہ دس دن والی آیت مبارکہ نازل ہوئی تو پہلی آیت مبارکہ کا حکم منسوخ ہو گیا اب اس کے مطابق عمل کرنا ہوگا۔

ابن حزمؒ کے نزدیک قرآن مجید میں نسخ کی اقسام۔

"وهو على ثلاثة أنواع: نسخ الخط والحكم والثاني نسخ الخط دون الحكم والثالث نسخ الحكم دون الخط"[25]

قرآن مجید میں نسخ کی تین صورتیں ہیں تلاوت اور حکم دونوں منسوخ ہو گئے ہوں،اور دوسری تلاوت منسوخ ہو اور حکم

باقی رہے تیسری حکم منسوخ ہو لیکن تلاوت موجود ہو۔

تلاوت اور حکم دونوں منسوخ ہو جانا:

احکامات کی ایک قسم ایسی ہے جس میں آیت کی تلاوت اور حکم دونوں منسوخ کر دیئے گئے ہوں۔

"عَنْ عَائِشَةَ ، أَنَّهَا قَالَتْ : كَانَ فِيمَا أُنْزِلَ مِنَ الْقُرْآنِ عَشْرُ رَضَعَاتٍ مَعْلُومَاتٍ يُحَرِّمْنَ ، ثُمَّ نُسِخْنَ بِخَمْسٍ مَعْلُومَاتٍ فَتُوُفِّيَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، وَهُنَّ فِيمَا يُقْرَأُ مِنَ الْقُرْآنِ"[26]

حضرت عائشہ صدیقہ (رضی اللہ عنہا) سے روایت ہے کہ قرآن مجید میں دس رضعات کا نزول ہوا تھا جس سے حرمت ثابت ہوتی ہے بعد میں انہیں پانچ معلوم رضعات کے ساتھ منسوخ کردیا گیا۔ ابتدائی زمانہ میں دس رضاعت کا حکم اور تلاوت دونوں کو منسوخ کر دی گئیں اور پانچ رضاعت والی آیت کی تلاوت تو منسوخ کر دی گئی لیکن حکم آج بھی باقی ہے جس کی وضاحت آپ ﷺ نے حدیث سے کر دی۔

تلاوت کا منسوخ ہو جانا اور حکم کا باقی رہنا:

دوسری صورت ایسی آیات جن کی تلاوت منسوخ ہے اور آیات میں اترنے والا حکم باقی ہے اس کی مثال شادی شدہ زنا کریں تو انہیں رجم کرنے کا حکم۔

"زَيْدُ بْنُ ثَابِتٍ سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ : الشَّيْخُ وَالشَّيْخَةُ إِذَا زَنَيَا فَارْجُمُوهُمَا الْبَتَّةَ ، قَالَ عُمَرُ : لَمَّا أُنْزِلَتْ أَتَيْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، فَقُلْتُ : أَكْتِبْنِيهَا"[27]

زید ابن ثابت روایت کرتے ہیں میں رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا جب شادی شدہ مرد یا شادی عورت زنا کرے تو اسے رجم کرو پھر حضرت عمر نے فرمایا جب یہ آیت نازل ہوئی تو حضور ﷺ تشریف لائے اور فرمایا اسے اپنے پاس لکھ لو۔

اس حضرت سعید ابن مسیبؒ سے مروی ہے حضرت عمر نے فرمایا کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اگر مجھے لوگوں کے اس کہنے کا اندیشہ نہ ہوتا کہ عمر نے کتاب اللہ میں اضافہ کر دیا تو میں اپنے ہاتھ سے لکھ دیتا بوڑھا اور بوڑھی اگر زنا کریں تو انہیں ضرور رجم کرو۔

آیت رجم منسوخ التلاوۃ آیات میں سے ہے اس کی بنیاد پر ایک اعتراض یہ ہوتا ہے حضرت عمر آیت رجم لیکر تدوین کمیٹی کے پاس آئے لیکن انہیں یہ اجازت نہیں دی گئی وہ اسے قرآن میں شامل کر سکیں اس سے مستشرقین یہ اخذ کرتے ہیں کہ قرآن مجید کا متن عہد نبوی میں متعین نہیں تھا۔ اگر معترضین کہ ان اعتراضات کو مان لیا جائے تو حضرت کی زبان اقدس سے نکلے ہوئے الفاظ کو ثابت کرنا ان کے لیے بھی ممکن نہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ حضرت عمر کو عہد صدیقی میں جمع قرآن کی ساری کاروائی میں دخل حاصل تھا انہوں نے ہی تدوین قرآن کے حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت زید بن ثابت کو راضی کیا تھا۔ اور مستشرقین کا اعتراض ان کی ذاتی خواہش تو ہو سکتی ہے حقیقت سے اس کا کوئی واسطہ نہیں کیونکہ حضرت عمر کا آیت رجم کو کمیٹی کے پاس لے جانے کے حوالے سے کسی ایک صحابی کا بیان نہیں ملتا۔ اس آیت مبارکہ کی تلاوت منسوخ ہے لیکن شریعت محمدی میں حکم آج بھی باقی ہے۔

حکم کا منسوخ ہو جانا تلاوت کا باقی رہنا:

تیسری صورت نسخ کی وہ ہے جس میں حکم اٹھالیا گیا لیکن تلاوت ابھی باقی ہے۔

" وَعَلَى الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهٗ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِيْن"[28]

اور جو لوگ اس (روزے) کی طاقت رکھتے ہوں وہ ایک مسکین کو فدیہ کے طور پر کھانا کھلا دیں۔
ابتدائے اسلام میں نو مسلموں کی سہولت کے لیے یہ حکم دیا گیا تھا کہ وہ نو مسلم جو روزہ رکھنے کے عادی نہیں انہیں آسانی ہو یہ حکم تقریباً ایک سال تک قابل عمل رہا پھر منسوخ کر دیا گیا لیکن تلاوت اب بھی باقی ہے۔
اس سے اگلی آیت میں یہ حکم دیا گیا:

"فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْه"[29]

توجو بھی اس ماہ میں موجود ہو وہ اس کے روزے ضرور رکھے۔

اس آیت مبارکہ میں پچھلے حکم کو منسوخ کر دیا گیا تلاوت دونوں آیات کی باقی ہے لیکن پہلی آیت مبارکہ کا حکم منسوخ کر دیا گیا ہے۔اوراس کے علاوہ بھی آیات ہیں جن میں نازل کردہ حکم تو منسوخ ہو گیا ہے لیکن ان آیات کی تلاوت باقی ہے جیساکہ حرمت شراب کے قطعی حکم کے نزول سے پہلے جو آیات نازل ہوئیں ان کا حکم تو منسوخ ہوا لیکن تلاوت باقی ہے۔

منسوخ آیات کے متقدمین اور متاخرین کا منہج:

علماء متقدمین اور متاخرین کے آیات منسوخہ کی تعداد میں اختلاف ہے علماء متقدمین کے نزدیک آیات منسوخہ کی تعداد بے شمار ہے چوں کہ

" النسخ عند المتقدمين توسعوا في موضوعه ولذلك بلغت الآيات المنسوخة إلى خمسمائة آية "[30]

متقدمین کے نزدیک نسخ کی تعریف بہت عام ہے (عام کو خاص کرنا مطلق کو مقید کرنا یہ صورتیں بھی ان کے نزدیک نسخ میں شمار ہوتی ہیں) اوران آیات کی تعداد تقریباپانچ سو ہے۔
قرآن مجید میں اللہ رب العزت کاارشاد:

"وَلَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكٰتِ حَتّٰى يُؤْمِنَّ ؕ"[31]

"اور مشرک عورتوں سے نکاح نہ کرو"

سورۃ مائدہ میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"وَالْمُحْصَنٰتُ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ "[32]

"اور پاک دامن عورتیں ان میں سے جن کو تم سے پہلے کتاب دی گئی"

پہلی آیت مبارکہ عام ہے لیکن اس سے اللہ تعالیٰ نے کتابیہ عورت کو خاص کیا ہے۔ وہ عورتیں حلال ہیں جو مشرکین کے علاوہ ہیں، مشرکات سے کتابیہ عورتوں کی تخصیص کی گئی متقدمین کے نزدیک یہ بھی نسخ ہے متقدمین کے نزدیک اس آیت کے ذریعہ سے پہلی آیت منسوخ ہو گئی لیکن متأخرین ان صورتوں کو نسخ میں شامل نہیں فرماتے اس لئے ان کے نزدیک آیات منسوخہ کی تعداد کم ہے۔ متقدمین اور متاخرین کے درمیان نسخ کی تعریف واصطلاح میں آنے والے فرق کی وجہ سے قرآن میں موجود منسوخ آیات کی تعداد کے بارے میں رائے بھی خود بخود تبدیل ہوئی، متقدمین چونکہ ہر طرح کی تبدیلی کو نسخ سے تعبیر کرتے تھے، جس کی تعین میں نقل سے زیادہ عقل کا دخل ہے، اس لئے انکے ہاں نسخ کا دائرہ بہت وسیع ہے اور منسوخ آیات کی تعداد پانچ

سو آیات پہنچ گئی ہے لیکن متاخرین (بعد میں آنے والے علما) کے مطابق یہ تعداد ایک معقول حد تک رہ گئی۔ جیسا کہ علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ نے متأخرین کی اصطلاح کو سامنے رکھتے ہوئے شیخ ابن العربی کی رائے کے موافق منسوخ آیات تحریر فرمائی ہیں جو تقریبا بیس ہیں۔

متاخرین میں سے علامہ جلال الدینؒ کے نزدیک۔

"رأي الآيات المنسوخة عند السيوطي وعددها قرابة عشرون "[33]

"منسوخ آیات کی تعداد تقریبا بیس ہے"

ناسخ اور منسوخ میں شاہ ولی اللہؒ کا منہج:

"حررته لا يتعين النسخ إلا في خمس آيات"[34]

"آیات منسوخہ کی تعداد پانچ ہے"

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ نے انیس میں تاویل کر کے آیات منسوخہ صرف پانچ میں مانا ہے اور وہ پانچ آیات مبارکہ یہ ہیں۔

پہلی آیت:

قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

"كُتِبَ عَلَيْكُمْ اِذَا حَضَرَ اَحَدَكُمُ الْمَوْتُ اِنْ تَرَكَ خَيْرًا الْوَصِيَّةُ"[35]

اس آیت مبارکی میں رشتہ داروں کے لیے وصیت کا ذکر ہے لیکن یہ آیت سورۃ نساء کی ایک آیت جس میں میراث کا حکم ہے سے منسوخ ہو گیا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

"يُوْصِيْكُمُ اللّٰهُ فِيْٓ اَوْلَادِكُمْ"[36]

"اب رشتہ داروں کے لئے وصیت کا نہیں بلکہ وراثت میں حصہ ہے"

دوسری آیت:

"اِنْ يَّكُنْ مِّنْكُمْ عِشْرُوْنَ صٰبِرُوْنَ يَغْلِبُوْا مِائَتَيْنِ"[37]

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا پس اگر ثابت قدم رہنے والے مومن بیس ہوں تو وہ دو سو کفار پر غالب آجائیں گے اس حکم کو اللہ تعالیٰ نے اس سے اگلی آیت کے ذریعہ سے منسوخ کر دیا۔

" اَلْئٰنَ خَفَّفَ اللّٰهُ عَنْكُمْ وَعَلِمَ اَنَّ فِيْكُمْ ضَعْفًا "[38]

"اب اللہ نے تم پر سے بوجھ ہلکا کر دیا اور اس نے جان لیا کہ تم میں کچھ کمزوری ہے، کہ اگر سو ہوں تو وہ دو سو پر غالب آجائیں گے"

تیسری آیت:

"لَا يَحِلُّ لَكَ النِّسَاۗءُ مِنْۢ بَعْدُ وَلَآ اَنْ تَبَدَّلَ بِهِنَّ مِنْ اَزْوَاجٍ"[39]

"اسکے بعد آپ کے لئے دوسری عورتیں حلال نہیں ہیں۔ اور نہ اس کی اجازت ہے کہ ان کی جگہ دوسری بیویاں لے

آئیں"

"يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّآ اَحْلَلْنَا لَكَ اَزْوَاجَكَ"[40]

"اس آیت مبارکہ سے اللہ تعالیٰ نے پہلی آیت مبارکہ کو منسوخ کردیا"

چوتھی آیت:

اس آیت میں حکم دیا گیا ہے کہ آنحضرت ﷺ سے کچھ مشاورت کرنی ہو تو مشورے سے پہلے فقراء پر کچھ صدقہ کردیا کرو یا آپ ﷺ کو کوئی ہدیہ وغیرہ دے دیا کرو

" اِذَا نَاجَيْتُمُ الرَّسُوْلَ فَقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيْ نَجْوٰىكُمْ صَدَقَةً"[41]

یہ آیت اگلی آیت کے ذریعہ منسوخ کردی گئی۔

"ءَاَشْفَقْتُمْ اَنْ تُقَدِّمُوْا بَيْنَ يَدَيْ نَجْوٰىكُمْ صَدَقٰتٍ"[42]

یعنی اس حکم منسوخی کے بعد بھی قرب ووصول کے لئے تمہارے لئے دوسرے احکام شریعت پر عمل ومداومت عمل کی راہیں کھلی ہوئی ہیں۔

پانچویں آیت۔

سورۃ مزمل کی دوسری آیت میں تہجد کی فرضیت کا حکم تھا:

"قُمِ الَّيْلَ اِلَّا قَلِيْلًا "[43]

ابتداء میں تہجد کی نماز فرض تھی

"عَلِمَ اَنْ سَيَكُوْنُ مِنْكُمْ مَّرْضٰى"[44]

پھر آٹھ مہینے بعد اللہ تعالیٰ نے اس حکم کو سورت کی آیت 20 کے ذریعہ منسوخ کردیا گیا

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے علامہ جلال الدین سیوطی نے جو انیس آیتیں ذکر کی ہیں اس کی توجیہ اس طرح فرماتے ہیں ان میں سے اکثر وہ آیات ہیں جن میں کفار کے ساتھ عفو ودرگزر اور قتال کا حکم دیا گیا، علامہ جلال الدین اس طرح کی آیتوں کو آیت جہاد سے منسوخ مانتے ہیں۔اسی وجہ وہ آیات انیس ہیں لہٰذا شاہ وہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کے نزدیک منسوخ آیات کی تعداد پانچ ہے۔

حضرت مولانا عبید اللہ سندھی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ:

"شاہ ولی اللہؒ نے نسخ القران کے مسئلہ کو اطمینان بخش طریقہ سے حل کردیا ہے شاہ صاحب نسخ کا لغوی ترجمہ متقدمین کی اصطلاح کو مانتے ہیں متقدمین جب کسی آیت کو منسوخ کہیں گے تو اس سے اُن کی مراد کوئی خاص اصطلاحی معنی نہیں ہوں گے۔ بلکہ لغوی مفہوم جو عام طور پر سمجھا جاتا ہے وہی ان کی مراد ہوتا ہے۔اگر کوئی مضمون ایک دفعہ مطلق یا مجمل بیان کردیا جائے اور دوسرے موقع پر مطلق کی قیود واضح کردی جائیں یا اجمال کو تفصیل سے بدل دیا جائے تو لغوی طور پر دونوں جگہ کہا جائے گا کہ وہ دوسرے مضمون نے پہلے کو منسوخ کردیا۔اس اعتبار سے بے شک قرآن کی آیات میں کثرت سے نسخ موجود ہے مکی سورتوں میں عموماً اصول اور کلمات محقق کئے جاتے ہیں۔اور مدنی سورتوں میں ان کی تشریح اور تفصیل آتی ہے۔ایک قوم کو تاریخی ترقی دینے والا کوئی استاد اس طریق بیان سے بچ نہیں سکتا۔اس تبدیلی کو جو قطعاً طبعی ہے معیوب نہیں سمجھا جاسکتا اور نہ اس سے شکوک پیدا

ہوتے ہیں، پھر متقدین کے بعد متاخرین آتے ہیں۔ جو نسخ کا ایک خاص مطلب معین کر لیتے ہیں۔ ان کے نزدیک جیسے تورات کے تفصیلی احکام پر عمل کرنا قرآن کے تفصیلی اوامر کے بعد ممنوع ہے، اسی طرح قرآن میں بعض ایسی آیتیں موجود ہیں جن پر عمل کرنا مطلقاً جائز نہیں۔ یہ اصطلاح فقہاء کے باہمی اختلاف اور تضارب کے بعد پیدا ہوئی شاہ صاحب اس اصطلاح پر قرآن میں منسوخ نہیں مانتے لیکن واضح رہے کہ شاہ صاحب کا بیان اس فصل میں حکیمانہ ہے۔ قوم کی عام حالت کو مد نظر رکھ کر انھوں نے اس مسئلہ کو تدریجا سمجھانے کی سعی کی ہے وہ فرماتے ہیں کہ پہلے اہل علم پانچ سو آیتیں منسوخ مانتے رہے ہیں لیکن شیخ جلال الدین سیوطی الاتقان میں ۲۰ بیس سے زیادہ آیتیں منسوخ تسلیم نہیں کرتے [45]۔ اس بارے میں امام سیوطی کا متقدا اور شیخ قاضی ابو بکر (محمد ابن عبد اللہ المعروف بہ) ابن العربی مالکی (متوفی ۵۴۳) ہیں۔ شاہ صاحب مذکورہ بالا ۲۰ بیس آیتوں میں بھی تطبیق دے کر نسخ کو پانچ آیتوں میں منحصر کر دیتے ہیں۔ یہی بنیادی طور پر وہ حل ہے جس سے اپنوں اور غیروں کے ذہن میں جو شکوک و شبہات کو بڑی حد تک کم کرتا ہے۔

ناسخ اور منسوخ کے بارے میں اجتماعی موقف:

مسلمانوں نے ناسخ اور منسوخ کے عمل کو اجتماعی طور پر تسلیم کیا لہٰذا نسخ فی القرآن کوئی ایسی چیز نہیں جس کی بنیاد پر قرآن کی صحت پر اعتراض کیا جاسکے یا قرآن مجید کا کوئی عیب نکالا جائے۔ اس صورت میں یہود و مستشرقین کا شور مچانا قرآن مجید کی بہت سے آیات ایسی ہیں جو اب موجود نہیں بے مقصد ہے مسلمانوں کا اجتماعی طور پر نقطہ نظر یہی ہے کہ عرضہ اخیرہ کے بعد قرآن مجید میں نسخ کو کوئی عمل نہیں ہوا اب موجودہ متن ہی حقیقی ہے جو منسوخ ہو چکا وہ قرآن مجید نہیں ہے۔ اور اس سے قبل ناسخ اور منسوخ کا کوئی عمل جاری رہا وہ بھی باری تعالیٰ کی حکمت بالغہ کا تقاضا تھا اور عقل بھی اس بات کی نفی نہیں کرتی کہ ایک حکیم اور طبیب مریض کے حالات کی موافقت سے مریض کے لیے وقتاً فوقتاً دوائی تبدیل کرتا رہے۔ جمہور اہلسنت کے مطابق قرآن حکیم میں وہ آیات ابھی تک موجود ہیں جن کا حکم منسوخ ہو چکا ہے معتزلہ کا اس بارے میں مسلک یہی ہے کے قرآن مجید کی کوئی آیت منسوخ نہیں ہوئی، تمام کی تمام آیت واجب العمل ہیں اور دور حاضر کے تجدد پسند بھی اسی کے قائل ہیں جو کہ ابو مسلم اصفہانی معتزلی کی رائے سے موافقت رکھتی ہے، لہٰذا جن آیات سے نسخ معلوم ہوتا ہے وہ ان آیات کی ایسی تشریح فرماتے ہیں نسخ کو تسلیم نہیں کرنا پڑھتا، لیکن ان کا مؤقف دلائل کے اعتبار سے کمزور ہے، اور اسی بنا پر کھینچاتانی کی کیفیت بنتی ہے جو منہج تفسیر کے منافی ہے اور جو حضرات قرآن کریم میں نسخ کے وجود کے قائل نہیں ہیں [46]ان کا ماننا یہ ہے نسخ ایک عیب ہے جس سے قرآن حکیم کو خالی ہونا چاہیے۔ حالانکہ نسخ کو عیب تصور کرنا کوتاہ نظری کے سوا کچھ نہیں۔

خلاصہ کلام۔

قرآن مجید باری تعالیٰ کی آخری کتاب ہے جو محمد رسول اللہ ﷺ پر نازل ہوئی اور اس کلام میں قیامت تک کہ آنے والے انسانوں کے تمام مسائل کا حل موجود ہے۔ صحابہ ﷺ قرآن حکیم کے عینی شاہد ہیں ان کا احکامات خدا وندی کے اولین مخاطب بھی صحابہ ہی تھے۔ اس لیے اللہ رب العزت حکیم ہیں اور وہ جانتے تھے کہ کون سا حکم خاص مدت کے لیے ہے اور کون سا حکم دائمی ہے۔ اور حکم کی حکمت سے بخوبی واقف ہے حکمت الٰہی سے مقصود اور اپنے بندوں پر احسان کا اظہار ہے۔ اس مقالہ میں نسخ کا معنی اور مفہوم اور نسخ کی اہمیت اور اللہ رب العزت کی منشا نسخ سے کیا ہے کو سہل انداز میں بیان کرنے کی کوشش کی گئی

ہے نیز اس امر کی بھی وضاحت کی گئی ہے کہ نسخ سے یہود کی مراد اور نسخ سے مستشرقین جو مراد لیتے ہیں وہ درست نہیں نسخ بنیادی طور باری تعالیٰ کی حکمت کا مظہر ہے اور نیز اس امر کی بھی وضاحت کی گئی ہے امت کے متقدمین علماء کے ہاں نسخ کے معنی عموم پایا جاتا ہے متاخرین کے ہاں نسخ کے مفہوم میں اتنی وسعت نہیں اور متاخرین میں علامہ جلال الدین سیوطیؒ اور ماضی قریب میں شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ ناسخ اور منسوخ کے مسئلے کا بہترین حل دیا ہے۔جس کا فائدہ یہ ہوا متقدمین کے ہاں نسخ کے عموم کی وجہ سے جو نقد ہوا اس تنقید کا سد باب ہو گیا۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.

حوالہ جات (References)

---

[1] ابن منظور، محمد بن مكرم بن على، جمال الدين الأنصاري (م: 711ھ) لسان العرب، دار صادر–، ج3، ص 61

[2] ایضا

[3] ایضا

[4] ایضا

[5] أبو منصور، محمد بن أحمد بن الأزهري الهروي، (المتوفى: 370ھ-) تهذيب اللغة، دار إحياء التراث العربي، ج، 7، ص 84

[6] ایضا

[7] ایضا

[8] أبو الخطاب السدوسي ، قتادة بن دعامة، الناسخ والمنسوخ، (المتوفى: 117ھ-) حاتم صالح الضامن، كلية الآداب، جامعة بغداد الناشر ، 1 ص، 6

[9] سورہ البقرۃ 2: 106

[10] سورۃ الرعد 13: 39

[11] سورۃ النحل 16: 101

[12] بیھقي، أبو بكر أحمد بن الحسين بن علي ، السنن الكبرى للبيهقي، كتاب آداب القاضي، باب إثم من أفتى أو قضى بالجهل، مجلس دائرة المعارف العمانية بحيدر آباد الدكن-الهندج 10، ص 259، رقم 10632

[13] دارمي، عبد الله بن عبد الرحمن ، مسند الدارمي، مقدمة المؤلف، باب فِي الذي يفتي الناس فِي كل ما يستفتى الناشر: دار المغني للنشر والتوزيع- الرياض-السعودية- 2000م، ج1، ص 272، رقم 178

[14] طبراني ، سليمان بن أحمد ، المعجم الكبير ، باب العين ، من اسمه عبد الله ، أحاديث عبد الله بن العباس بن عبد المطلب ، ومن مناقب عبد الله بن عباس وأخباره ، الناشر: مكتبة ابن تيمية - القاهرة أما الأجزاء: (13، 14، 21) فهي بتحقيق فريق من الباحثين بإشراف: سعد بن عبد الله الحميد ، وخالد بن عبد الرحمن الجريسي عدد الأجزاء: 25، ج10، ص259، رقم 10603

[15] جوزي ، جمال الدين أبو الفرج عبد الرحمن بن علي بن محمد الجوزي (المتوفى: 597ھ)، نواسخ القرآن = ناسخ القرآن ومنسوخه الناشر: شركة أبناء شريف الأنصاري - بيروت عدد الأجزاء: 1 ج 1، ص 13

[16] ایضا

[17] ایضا

[18] أبو جعفر النَّحَّاس ، أحمد بن محمد بن إسماعيل بن يونس المرادي النحوي (المتوفى: 338ھ)، الناسخ والمنسوخ، مكتبة الفلاح - الكويت الطبعة: الأولى، 1408 عدد الأجزاء: 1، ج 1، ص 62

[19] محمود اختر، ڈاکٹر، حفاظت قرآن اور مستشرقین، ص 417

[20] بائبل، پیدائش 39: 23 تا 30

[21] پیدائش: 3، 9 احبار 11: 7 استثناء 7، 14

[22] استثناء: 24: 201، انجیل متی، 24: 15

[23] سورۃ البقرۃ 2: 240

[24] سورۃ البقرۃ 2: 234

[25] حزم الأندلسي ، علي بن أحمد بن سعيد بن حزم الأندلسي القرطبي الظاهري (المتوفى: 456ھ)، الناسخ والمنسوخ في القرآن الكريم ، الناشر: دار الكتب العلمية - بيروت، لبنان 1986 معد الأجزاء: 1، ج 1، ص 9

[26] مسلم ، أبو الحسين بن الحجاج القشيري النيسابوري ، صحيح مسلم ، كتاب الرضاع ، باب التحريم بخمس رضعات الناشر: دار الجيل - بيروت (مصورة من الطبعة التركية المطبوعة في استانبول سنة 1334ھ) ج4، ص 167، رقم۔ 1452

[27] النسائي ، أبو عبد الرحمن أحمد بن شعيب ، السنن الكبرى للنسائي ، كتاب الرجم ، نسخ الجلد عن الثيب الناشر: مؤسسة الرسالة - بيروت - لبنان الطبعة: الأولى 1421ھ - 2001م ج6، ص 406، رقم 7124

[28] سورۃ البقرہ 2:184

[29] البقرہ 2: 185

[30] ولي الله الدهلوي، الإمام أحمد بن عبد الرحيم (المتوفى:1176هـ) الفوز الكبير في أصول التفسير، عرّبه من الفارسية: سلمان الحسيني النّدوي الناشر: دار الصحوة-القاهرة ج1، ص84

[31] البقرہ2: 221

[32] المائدہ5: 5

[33] ولي الله الدهلوي، الفوز الكبير في أصول التفسير، عرّبه من الفارسية: سلمان الحسيني النّدوي الناشر: دار الصحوة - القاهرة الطبعة: الثانية - 1407هـ - 1986 مج1، ص85

[34] ولي الله الدهلوي، الفوز الكبير في أصول التفسير، عرّبه من الفارسية: سلمان الحسيني النّدوي الناشر: دار الصحوة - القاهرة الطبعة: الثانية - 1407هـ - 1986 مج1، ص93

[35] البقرہ2: 180

[36] النساء4: 11

[37] الانفال8: 65

[38] الانفال8: 66

[39] الاحزاب6: 52

[40] الاحزاب6: 50

[41] المجادلہ58: 12

[42] المجادلہ58: 13

[43] المزمل73 :2

[44] المزمل73 :20

[45] شاہ ولی اللہ، مسوی مصفی، ج1 ص63

[46] عبد الصمد رحمانی، مولانا، قرآنِ محکم، مجلس معارف القرآن، دیو بند ۱۳۸۶ھ ص ۱۲۰